مذکورہ حدیث نقل کرنے کے بعد امام بغوی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''اس حدیث میں دلیل ہے کہ اگر امام حالتِ جنابت میں یا بغیر وضو کے لوگوں کو نماز پڑھادے تو لوگوں کی نماز صحیح ہے اور امام پر اعادۂ نماز ہے۔'' (شرح السنة : ۲/ ۴۰۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((سَيَأْتِي أَقْوَامٌ أَوْ يَكُوْنُ أَقْوَامٌ يُصَلُّوْنَ الصَّلَاةَ فَإِنْ اَتَمُّوْا فَلَكُمْ وَلَهُمْ وَإِنْ نَقَصُوْا فَعَلَيْهِمْ وَلَكُمْ .))

(صحيح ابن حبان: ۲۲۲۸ ، وسنده حسن)

''عنقریب ایسے لوگ ہوں گے جو نماز پڑھائیں گے۔ اگر انھوں نے مکمل نماز پڑھائی تو تمہارے لیے اور ان کے لیے (اجر) ہے اور اگر انھوں نے کمی کی تو (اس کا وبال) ان پر ہے اور تمھارے لیے (اجر) ہے۔''

یہ حدیث صحیح بخاری کی حدیث کی بہترین تشریح ہے اور یہ معلوم ہے کہ ''اَلْحَدِيْثُ يُفَسِّرُ بَعْضُهَا بَعْضًا''

خلاصة التحقيق :...... ہر کلمہ گو کی اقتدا میں نماز پڑھنے سے متعلق جو روایات واضح اور صریح ہیں وہ اپنے تمام طرق کے ساتھ سخت ضعیف ہیں اور جن صحیح احادیث سے یہ مفہوم کشید کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، دلائل وقرائن اس کی تردید کرتے ہیں، لہٰذا صرف صحیح العقیدہ اور متبع سنت امام کے پیچھے ہی نماز ادا کرنی چاہیے۔ اس مسئلے کی تفصیل کے لیے استاذ محترم حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کی تصنیف لطیف ''بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم'' کا مطالعہ بہت مفید رہے گا۔ ان شاء اللہ

بازار میں داخل ہوتے وقت کی دعا

سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص بازار میں داخل ہو اور یہ پڑھے:

((لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ)) تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے، ایک

لاکھ خطائیں معاف کر دیتا ہے اور اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیتا ہے“

گزارش یہ ہے کہ حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے، جبکہ کئی علماء اسے صحیح بھی کہتے ہیں جس سے میرے کچھ دوست پریشان ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے، اس سلسلے میں وضاحت درکار ہے۔ (جاوید اقبال، اعظم گارڈن، لاہور)

الجواب ہمارے نزدیک راجح یہی ہے کہ یہ روایت اپنے تمام طرق کے ساتھ ضعیف ہی ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

پہلا طریق:...... عمرو بن دینار قہرمان آل الزبیر کی سند سے مروی ہے۔

دیکھئے: سنن الترمذي (٣٤٢٩)، سنن ابن ماجه (٢٢٣٥)، مسند أحمد (١/ ٤٧، ح ٣٢٧)، مسند الطيالسي (١٢)، مسند البزار (١٢٥)، كتاب الدعاء للطبراني (٧٨٩)، عمل اليوم والليلة لابن السني (١٨٢) وغیرہ۔

عمرو بن دینار قہرمان آل الزبیر مذکور ضعیف الحدیث ہے۔

۱: امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: ”لَيْسَ بِشَيْءٍ“.
(تاريخ عثمان بن سعيد الدارمي : ٤٤٩)

۲: امام بخاری نے فرمایا: ”فِيْهِ نَظْرٌ“ (كتاب الضعفاء : ٢٦٧)

۳: امام ترمذی نے فرمایا: قَدْ تَكَلَّمَ فِيْهِ بَعْضُ أَصْحَابِ الْحَدِيْثِ.“
(سنن الترمذي : ٣٤٢٩)

۴: امام نسائی نے فرمایا: ”ضَعِيْفٌ“ (الضعفاء والمتروكون: ٤٥٢)

۵: امام ابوزرعہ الرازی نے فرمایا: ”وَاهِي الْحَدِيْثِ“
(الجرح والتعديل : ٦/ ٢٩٩، ت ١٢٨١)

۶: امام ابوحاتم الرازی نے فرمایا: ”ضَعِيْفٌ“ (الجرح والتعديل ٦/ ٢٩٩)

۷: امام جوزجانی نے فرمایا: ”ضَعِيْفُ الْحَدِيْثِ“ (احوال الرجال : ١٧١)

۸: امام دارقطنی نے فرمایا: ”ضَعِيْفٌ“ (العلل ٢/ ٤٩، ٥٠)

۹: حافظ ابن حجر نے فرمایا: "ضَعِيْفٌ" (تقريب التهذيب : ٥٠٢٥)

عمرو بن دینار چونکہ جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے، لہٰذا یہ روایت ضعیف ہے۔

دوسرا طریق:......ازہر بن سنان کی سند سے مروی ہے۔

دیکھئے: سنن الترمذي (٣٤٢٨)، مسند عبد بن حميد (٢٨)، سنن الدارمي (٢٦٩٢)، حلية الأولياء (٢/ ٣٥٥)، كتاب الدعاء للطبراني (٧٩٢)، المستدرك للحاكم (١/ ٥٣٨)

ازہر بن سنان ضعیف ہے۔

۱: امام ابن معین نے کہا: "لَيْسَ بِشَيْءٍ"

(موسوعة أقوال يحيى بن معين ١/ ١٩٩)

۲: امام احمد نے "لَيِّنٌ" قرار دیا ہے۔ (العلل ومعرفة الرجال : ١٥٢)

۳: امام ترمذی نے اس کی حدیث کو "غَرِيْبٌ" کہا ہے۔ (سنن الترمذي : ٣٤٢٨)

۴: امام ابن شاہین نے کہا: "لَيْسَ بِثِقَةٍ" (تاريخ أسماء الضعفاء والكذابين : ٦٥)

۵: امام ابوجعفر العقیلی نے کہا: "فِيْ حَدِيْثِهِ وَهْمٌ" (كتاب الضعفاء ١/ ٣٨٣)

۶: حافظ ابن حبان نے فرمایا: "قَلِيْلُ الْحَدِيْثِ مُنْكَرُ الرِّوَايَةِ"

(كتاب المجروحين ١/ ٢٠١)

۷: حافظ ذہبی نے فرمایا: "فِيْهِ لَيِّنٌ" (المغني في الضعفاء ١/ ١٠٢ ت ٥١٣)

۸: حافظ ہیثمی نے فرمایا: "ضَعِيْفٌ" (مجمع الزوائد ١٠/ ٣٩٣)

۹: علامہ بوصیری نے فرمایا: "ضَعِيْفٌ" (اتحاف الخيرة المهرة ٧/ ٣٧٤)

۱۰: حافظ ابن حجر العسقلانی نے فرمایا: "ضَعِيْفٌ" (التقريب : ٣٠٩)

۱۱: علامہ ناصر الدین البانی نے فرمایا: "وَهُوَ ضَعِيْفٌ إِتِّفَاقًا"

(السلسة الضعيفة ١١/ ٣١٨)

تیسرا طریق:......ابو خالد الاحمر (سلیمان بن حیان) کی سند سے مروی ہے۔

دیکھئے: المستدرك للحاكم (١/ ٥٣٩)

ابو خالد الاحمر مدلس ہیں اور یہاں سماع کی صراحت نہیں، لہٰذا یہ بھی ضعیف ہے۔

چوتھا طریق:...... مسروق بن المرزبان کی سند سے مروی ہے۔

دیکھئے: المستدرك للحاكم (١/ ٥٣٩)

امام ذہبی نے تلخیص المستدرك (١/ ٥٣٩) میں تعاقب کرتے ہوئے اگرچہ یہ بھی لکھا ہے کہ "مَسْرُوْقُ بْنُ الْمَرْزُبَانِ لَيْسَ بِحُجَّةٍ"

لیکن ہمارے نزدیک یہ روایت حفص بن غیاث کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے، کیونکہ یہ مدلس ہیں اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔

پانچواں طریق:...... یہ رجل بصری عن سالم کی سند سے ہے۔

دیکھئے: المستدرك للحاكم (١/ ٥٣٨)

امام دارقطنی نے "رَجُلٌ بَصَرِيٌّ" سے عمرو بن دینار مراد لیا ہے۔

(العلل للدارقطنی ٢/ ٥٠)

اور عمرو کے ضعف کی تفصیل سابقہ صفحات پر بیان ہو چکی ہے۔ اگر اسے عمرو نہ سمجھا جائے تب بھی "رَجُلٌ" مجہول ہونے کی وجہ سے یہ روایت ضعیف ہی ہے۔

چھٹا طریق:...... یہ عمران بن مسلم کی سند سے مذکور ہے۔

دیکھئے: المستدرك للحاكم (١/ ٥٣٩)

امام ابن ابی حاتم نے فرمایا: وَهٰذَا الْحَدِيْثُ هُوَ خَطَاءٌ" یہ روایت خطا پر مبنی ہے، کیونکہ اس کی اصل سند "عِمْرَانُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ، قَهْرَمَانَ آلِ الزُّبَيْرِ عَنْ سَالِمٍ" ہے، لیکن غلطی سے عمرو بن دینار، عبداللہ بن دینار سے بدل گیا اور سند سے سالم (بھی) ساقط ہو گیا ہے۔ (علل الحدیث: ٢٠٣٨)

لہٰذا یہ روایت بھی امام ابن ابی حاتم کی خاص دلیل و جرح کی وجہ سے ضعیف ہے۔

ساتواں طریق:...... یہ عبید اللہ بن عمر العمری کی سند سے مروی ہے۔

دیکھئے: المعجم الكبير للطبراني (١٣١٧٥) حلية الأولياء (٨/ ٢٨٠)

اس کی سند میں سَلْم بن میمون الخواص ضعیف راوی ہے۔

۱: امام ابوحاتم نے فرمایا: "وَلَمْ أَكْتُبْ عَنْهُ" (الجرح والتعديل :٤/ ٢٤٩)

۲: امام ابوجعفر العقیلی نے فرمایا: "حَدَّثَ بِمَنَاكِيْرِ لَا يُتَابَعُ عَلَيْهَا"

(كتاب الضعفاء : ٣/ ١٠)

۳: حافظ ابن حبان نے فرمایا: "فَبَطَلَ الْاِحْتِجَاجُ بِمَا يَرْوِىْ إِذَا لَمْ يُوَافِقِ الثِّقَاتِ." (كتاب المجروحين : ١/ ٤٣٨)

۴: امام ابن عدی نے اس کی اسانید ومتون کو منفرد ومقلوب قرار دیا ہے۔

(الكامل لابن عدي : ٥/ ٣٧٧)

۵: حافظ ہیثمی نے فرمایا: "ضَعِيْفٌ" (مجمع الزوائد : ٥/ ٣١٨)

❁ اس سند میں ایک راوی علی بن عطا بھی ہے جو مجہول الحال ہے۔

قارئین کرام! ہم نے اللہ رب العزت سے ڈرتے ہوئے پوری دیانتداری اور ذمہ داری سے اس روایت پر "ضعیف" کا حکم لگایا ہے۔

مجھے اس وقت بہت زیادہ حیرت ہوئی جب ایک صاحب کی تحریر پر نظر پڑی جو انھوں نے بڑے بل پیچ کھا کر لکھی کہ "اس حدیث کو ایڑی چوٹی کا زور لگا کر ضعیف ثابت کرنے والے احباب کی خدمت میں بصد گزارش ہے کہ آپ پریشان نہ ہوں اس امت کے گنہگاروں کو اس طرح کے وظائف سے دور نہ کریں۔" (ترجمان الخطیب، ص:۱۰۱)

حالانکہ یہی صاحب کتاب کے شروع میں خیر خواہی کا سبق دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"کسی جماعت، کسی تنظیم اور کسی شخصیت کے متعلق رائے قائم کرتے وقت حد درجہ احتیاط سے کام لینا چاہیے کیونکہ تہمت اور جھوٹ نا قابل معافی جرم ہیں۔" (ترجمان الخطیب، ص:۵۲،۵۳)

اسے کہتے ہیں: "دوسروں کو نصیحت خود میاں فصیحت"

کیا آنجناب نے خود ان محدثین، محققین اور علماء کے بارے میں جو اس روایت کو ضعیف کہتے ہیں ''ایڑی چوٹی کے زور'' کا فتویٰ صادر کر کے ''حد درجہ احتیاط سے کام لیا ہے''؟؟؟

کیا یہ صاحب نہیں جانتے کہ ان کے فتویٰ کی زد میں کون کون آتا ہے؟

تو ملاحظہ کیجیے:

۱: امام ابوحاتم رحمہ اللہ نے فرمایا: ''هَذَا حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ'' (علل الحديث : ٢٠٣٨)

۲: امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''هَذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ'' (سنن الترمذي: ٣٤٢٨)

❁ امام علی بن مدینی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''هَذَا حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ''

(مسند الفاروق لابن کثیر : ٢/ ٦٤٢)

۳: حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا: ''فَهَذَا الْحَدِيْثُ مَعْلُوْلٌ أَعَلَّهُ أَئِمَّةُ الْحَدِيْثِ'' (المنار المنيف، ص ١٤١)

ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا ان جلیل القدر محدثین نے ''ایڑی چوٹی کا زور'' لگایا ہے؟ یا یہ ''امت کے گنہگاروں'' کو اس طرح کے وظائف سے دور کر رہے ہیں؟؟

یاد رہے کہ تعصب اور ہٹ دھرمی میں علم سے کوری بات کسی بھی شخص کو لائق نہیں۔

صحیح اسناد کے ساتھ سینکڑوں وظائف ہیں جو بہت سی فضیلتوں کے حامل بھی ہیں تو پھر ''امت کے گنہگاروں'' کو ضعیف اور غیر ثابت روایات ہی کی ترغیب کیوں؟

وما علینا الا البلاغ (۱۸/ مئی ۲۰۱۴ء)

اعلان

جامعہ اہل الحدیث حضرو میں دورۂ تفسیر کا آغاز کیا جارہا ہے جس کی مدت ۲۵ شعبان تا ۲۵ رمضان ہے۔ مدرس: فضیلۃ الشیخ حافظ حمید الرحمٰن حفظہ اللہ تلمیذ شیخ القرآن عبدالسلام رستمی حفظہ اللہ۔